شاہد حسین رزاقی

معاشی جمہوریت کا ارتقاء

جمہوریت نے تقریباً تین ہزار سال کی طویل مدت میں بے شمار ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد موجودہ صورت اختیار کی ہے جمہوریت کی قدیم ترین نوعیت نیم وحشی گروہوں اور ابتدائی معاشروں میں پائی جاتی تھی جو کسی قسم کے جمہوری شعور کی پیدا کردہ نہ تھی بلکہ سیاسی تنظیم کے فقدان کا نتیجہ تھی۔ منظم سیاسی معاشرہ قائم ہونے کے بعد جمہوریت سب سے پہلے قدیم یونان کی شہری ریاستوں میں اختیار کی گئی اور وہاں اس نظام کو بڑی ترقی ہوئی۔ لیکن یہ جمہوریت محدود سیاسی جمہوریت تھی۔ معاشرتی اور اقتصادی جمہوریت کے تصور سے جمہوریت پسند یونانی بھی ناآشنا تھے اور ان کے بعد ایک ہزار سال سے زیادہ مدت تک دوسری قومیں بھی ان سے ناواقف رہیں اور جمہوریت صرف سیاست تک محدود رہی۔ اسلام سب سے پہلی انقلابی تحریک تھی جس نے نہ صرف سیاسی جمہوریت کو ترقی یافتہ شکل میں پیش کیا بلکہ معاشرتی جمہوریت بھی مکمل طور پر قائم کر دی اور اپنی تعلیمات میں معاشی انصاف کو بنیادی اہمیت دے کر اقتصادی جمہوریت کی راہ ہموار کردی ۔

اسلام اور معاشی انصاف

اسلام کے اقتصادی اصولوں کا مقصد یہ تھا کہ معاشرہ میں معاشی انصاف اور توازن و ہم آہنگی قائم ہو جائے اور معاشی دولت کو تمام لوگوں کے فائدہ کے لیے کام میں لایا جائے۔ اسلام نے دولت کی اہمیت اور افادیت کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔ لیکن اس کے نزدیک دولت خود مقصد نہ تھی بلکہ حصول مقاصد کا ذریعہ تھی۔ چنانچہ اس نے یہ انتظام کیا کہ دولت اچھے مقاصد کے لیے استعمال کی جائے اور معاشرہ کے لیے نقصان رساں نہ بن سکے۔ اسلام نے جائز طریقوں سے دولت پیدا کرنے کی ترغیب دی لیکن کثیر دولت کو ایک چھوٹے سے طبقہ میں محدود کر دینے کی مخالفت کی اور معاشی اصول اس طرح بنائے کہ دولت معاشرہ کے زیادہ سے زیادہ افراد میں پھیلتی اور گردش کرتی رہے۔ اسلام نے فرد کی ذاتی ملکیت کا اصول ختم نہیں کیا۔ لیکن اس کے لیے اجتماعی مفاد کو نظر انداز کر دینے کی اجازت نہیں دی۔ اور ایسی پابندیاں لگا دیں کہ فرد کی دولت اور ملکیت دوسرے افراد یا معاشرہ کے معاشی استحصال کا ذریعہ نہ بن سکیں۔

اسلام نے دولت کو امانت قرار دے کر سیاسی و معاشی افکار کی تاریخ میں ایک انقلابی تصور پیش کیا۔ اسلامی نظریہ کے مطابق اللہ تعالیٰ حقیقی مالک اور انسان امانت دار ہے۔ اور اس امانت کا استعمال کچھ شرائط کا پابند ہے۔ زمین، معدنیات اور دوسرے تمام قدرتی وسائل جو اجتماعی ضروریات کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں اجتماعی دولت ہیں اور اجتماعی مفاد کے

مطابق ان کا انتظام کرنا حکومت کا فرض قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے فرد کی کمائی ہوئی دولت پر فرد کا حق تسلیم کیا لیکن اس دولت میں بھی کچھ حصہ دیگر افراد معاشرہ کو دینا ضروری کر دیا اور یہ تاکید کی کہ جو افراد کی ضرورت سے زیادہ ہو اس کو وہ صرف کریں تاکہ دولت جمع کر کے اس کے فوائد سے معاشرہ کو محروم نہ کیا جا سکے۔ دولت کو گردش میں رکھنے اور اس سے مستحق لوگوں کی مدد کرنے کے لیے اسلام نے زکوٰۃ و صدقات اور تقسیم ترکہ کے اصول اختیار کیے اور دولت کو معاشی استحصال کا ذریعہ بنانے کی ممانعت کی۔ دولت پیدا کرنے کے جائز طریقوں کی اسلام نے حوصلہ افزائی کی اور ناجائز طریقوں سے روکا۔ چنانچہ تجارت سے واجبی منافع کمانے کی تو اجازت دی۔ لیکن آیندہ زیادہ منافع کمانے کی توقع پر مال کو روک کے رکھنے اور چوربازاری کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ یہ طریقے معاشرہ کے لیے نقصان رساں ہوتے ہیں۔ اسی طرح رباخوری کے ظالمانہ طریقہ کو ناجائز قرار دیا تاکہ مفت خوری اور معاشی استحصال کا انسداد ہو جائے اور اقتصادی نظام میں توازن اور عدل قائم رہے۔

معاشی انصاف کے مغربی تصورات

اسلامی خلافت کے بجائے مسلمانوں نے جب ملوکیت اختیار کر لی تو اسلامی معاشرہ میں غیر اسلامی عناصر کو روزافزوں تقویت ہونے لگی اور اسلام کی سیاسی جمہوریت اور معاشی انصاف کے اصولوں کو خود مسلمانوں نے بتدریج فراموش کر دیا۔ لیکن دوسری قوموں میں جب سیاسی جمہوریت کو ترقی ہوئی تو اسلام کی معاشرتی جمہوریت کے تصور سے بھی وہ بہت کچھ متاثر ہونے لگیں۔ مگر معاشی انصاف کا تصور ان اقوام میں انیسویں صدی سے پہلے مقبول نہ ہو سکا۔ اس زمانہ میں یہ تصور سیاسی اور معاشی کش مکش کے باعث نمودار ہوا۔ معاشی حالات کی شدت نے نئے نئے معاشی نظریات کی شکل اختیار کی اور معاشی انصاف کو حکومت کا ایک بنیادی فرض قرار دیا جانے لگا۔ چونکہ معاشی مسائل کا سیاسیات سے گہرا تعلق تھا اس لیے معاشی نظریات حکومت و سیاست پر اثرانداز ہونے لگے۔ یہ رجحان اس قدر ترقی کر گیا کہ بعض سیاسی نظاموں کی اساس بھی معاشی نظریات کو قرار دیا گیا) اور سیاست و معیشت کے درمیان گہرا تعلق قائم ہو گیا۔ دوسری طرف حکومت کو جمہوری بنانے کی تحریک معاشی افکار پر بھی اثرانداز ہوئی اور معاشی انصاف کا تصور بتدریج معاشی جمہوریت کی شکل اختیار کرنے لگا۔

انیسویں صدی کے یہ معاشی رجحانات صنعتی انقلاب کے پیدا کردہ تھے۔ جہاز رانی کی ترقی، نوآبادیوں کے قیام اور تجارتی منڈیوں کی وسعت نے مغربی تاجروں کے لیے دولت کمانے کے وسیع راستے کھول دیئے تھے اور وہ تجارتی اشیاء کی روزافزوں مانگ پوری کرنے کے لیے منظم کوششیں کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی اس زمانہ میں ایجادات و اختراعات پر بھی پوری توجہ کی گئی اور ایسی مشینیں ایجاد ہوئیں جن کی وجہ سے صنعتی ترقی کا نیا دور شروع ہو گیا۔ صنعت و حرفت کی ترقی سے زرعی معاشرہ رفتہ رفتہ صنعتی معاشرہ میں تبدیل ہونے لگا اور زندگی کے معیار و ضروریات بدل جانے سے معاشی نظام میں ایک ہمہ گیر انقلاب پیدا ہو گیا۔ نئے معاشرہ میں صنعت کاروں اور صنعتی مزدوروں کے طبقے بن گئے۔ سرمایہ داری کو فروغ ہوا۔ اور آجر و مزدور کی کش مکش رونما ہوئی۔ معاشرہ میں ان وسیع تبدیلیوں اور نئے مسائل کا اثر نہ صرف معاشیات بلکہ حکومتی نظام

اور سیاسی تفکر پر بھی پڑا۔ اور معاشی و سیاسی آزادی و مساوات کے مسائل زیر بحث آ گئے۔

انفرادیت

یورپ میں مطلق العنان حکمرانوں کے زوال اور صنعتی انقلاب کے بعد حاکم و محکوم کی کش مکش فرد اور مملکت کی کش مکش بننے لگی اور حکومت کے دائرہ عمل کو محدود اور فرد کے حقوق و اختیارات کو وسیع تر کرنے کی تحریک کو بہت ترقی ہوئی۔ چنانچہ نظریۂ انفرادیت رونما ہوا۔ انفرادیت کے حامیوں نے فرد کو جماعت پر فوقیت دی کیونکہ ان کا یہ نظریہ تھا کہ معاشرہ کے قیام کا مقصد فرد کے مفاد کا تحفظ ہے اور فرد اپنے مفاد کو سب سے بہتر طریقہ پر سمجھ سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ حکومت اس کے معاملات میں مداخلت نہ کرے اور فرد پر پابندیاں عائد کر کے اس کی ترقی میں رکاوٹ نہ ڈالے۔

انفرادیت کے علمبردار فان ہمبولٹ نے حکومت کو ایک ناگزیر برائی قرار دیا اور داخلی و خارجی تحفظ کے سوا کسی اور معاملہ میں خواہ وہ افراد کی ترقی ہی سے متعلق کیوں نہ ہو حکومت کی مداخلت کی شدید مخالفت کی۔ اسپنسر نے انصاف پر بہت زور دیا اور انصاف سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر شخص کو مساوی آزادی ہو اور اس آزادی کے استعمال میں حکومت کوئی مداخلت نہ کرے۔ انفرادیت کے اس تصور کے تحت اس نظریہ کے حامیوں نے اقتصادی زندگی میں بھی حکومت کی مداخلت کی مخالفت کی۔ اور آزاد معاشی جد وجہد، مسابقت اور بقائے اصلح کے اصولوں پر بہت زور دیا۔ چنانچہ اسپنسر کا مطالبہ تھا کہ معاشی زندگی میں حکومت کوئی مداخلت نہ کرے اور وہ صرف قانونِ طلب و رسد کی تابع ہو۔ ایڈم اسمتھ کا یہ نظریہ تھا کہ معاشی زندگی حکومت کے اثر سے بالکل آزاد رکھی جائے۔ طلب و رسد کے تعین میں مداخلت نہ کی جائے اور مسابقتی بازار میں تجارت و محنت کو آزاد رکھا جائے۔ مالتھس نے بھی مسابقت کے اصول پر بہت زور دیا اور مزدوروں کی اُجرت کے تعین کا معیار بھی یہی رکھا۔

انفرادیوں کے نزدیک معاشی انصاف کے لیے مسابقت اور بقائے اصلح کے اصولوں کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ لیکن تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ یہ اصول نہ سب کے مفاد کے مطابق ہیں اور نہ ان سے معاشی انصاف حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کچھ مدت کے بعد انفرادیت پسند لبرل بھی سب لوگوں کے مفاد کی حفاظت اور معاشی سرگرمیوں کی تنظیم کے لیے کسی نہ کسی شکل میں حکومت کی مداخلت کو ضروری تصور کرنے لگے۔

اشتراکیت

انفرادیت پسندوں کے برعکس نظریۂ اشتراکیت کے حامیوں کا یہ خیال تھا کہ فرد اپنے مفاد کا بہترین ضامن نہیں ہوتا اس لیے معاشرہ کی نہ صرف سیاسی زندگی بلکہ معاشی اور اخلاقی زندگی کو بھی اجتماعی نگرانی کی اساس پر قائم کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ جرمن مفکر فشتے نے نہ صرف قومی مملکت بلکہ قومی اشتراکیت کی بھی حمایت کی۔ اس کا یہ نظریہ تھا کہ اقتصادی نظام کی ذمہ داری بھی حکومت ہو اور وہی مختلف پیشوں اور طبقوں کے معاشی حصوں کا تعین کرے تاکہ خام پیداوار، مصنوعات اور معاشی

وسائل سے سب مناسب فائدہ اٹھاسکیں۔ اس کے علاوہ خارجی تجارت اور قیمتوں پر بھی حکومت نگرانی رکھے تاکہ ملک معاشی استحکام حاصل کر سکے۔

فشتے کے نزدیک معاشی انصاف کا مطلب یہ تھا کہ قومی وسائلِ معاشی سے سب لوگ منظم طور پر استفادہ کریں۔

ابتدائی دور کے اشتراکی نظریہ سازوں میں سے رابرٹ اوُن نے معاشی انصاف حاصل کرنے کے لیے مزدوروں کی اصلاح وتنظیم پر زور دیا اور کارخانہ داروں پر ان کی اہمیت واضح کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ کش مکش کے بجائے تعاون اور امداد باہمی کے اصول کا قائل تھا۔ سان سیمول کا یہ نظریہ تھا کہ معاشرہ کے تمام عناصر کو منظم نگرانی کے تحت لانا ضروری ہے اور معاشی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت ہر شخص کے لیے روزگار فراہم کرے اور ہر شخص معاشرہ کے لیے کام کرے۔ افراد کی صلاحیتوں میں فرق کے باعث اُجرتوں میں فرق ہونا لازمی ہے اور یہ باقی رہے گا۔ لیکن مزدوروں کا استحصال نہ کیا جائے۔ چنانچہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ معاشی وسائل کو اس طرح منظم کرے کہ سب کے حقوق کا واجبی تحفظ ہو سکے۔

فوریئے نے یہ نظریہ پیش کیا کہ ہر شخص سے اس کی صلاحیت کے مطابق کام لیا جائے اور ہر شخص کو اس کی ضروریات کے مطابق دیا جائے۔ پیداوار کا مقصد ضروریات کی تکمیل ہونا چاہیئے نہ کہ نفع اندوزی۔ اور منافع میں نہ صرف سرمایہ دار بلکہ مزدور کا بھی حصہ ہونا ضروری ہے۔ بلینک کا یہ خیال تھا کہ ہر شخص روزگار کا حقدار ہے اور اس کو یہ حق ضرور ملنا چاہیئے۔ چنانچہ حکومت اقتصادی نظام کی نگرانی کرے اور کارخانے قائم کرے جس کے انتظام اور منافع میں مزدوروں کو بھی حصہ دیا جائے۔

اشتمالیت

ابتدا میں برطانیہ اور فرانس میں صنعتی ترقی زیادہ ہوئی تھی اور اشتراکیت بھی پہلے ان ہی ممالک تک محدود تھی۔ لیکن جب صنعتی ترقی جرمنی اور یورپ کے دوسرے ممالک میں پھیلی تو اشتراکیت ان ممالک میں بھی مقبول ہونے لگی۔ جرمن اشتراکیت کا بانی فشتے تھا لیکن ترویج اشتراکیت میں اہم ترین شخصیت کارل مارکس تھا۔ جو نامور جرمن مفکر ہیگل اور فرانس کے اشتراکیوں کے خیالات سے متاثر تھا اور تاریخ کی مادی تاویل کو اس نے اپنے نظریات کی بنیاد بنایا۔ مارکس اور اس کے رفیق اینگلز کے نظریات اور انقلاب پسندی نے اشتراکیت کی ایک نئی قسم اشتمالیت کا آغاز کیا۔ جس نے رفتہ رفتہ بڑی اہمیت حاصل کر لی۔

اشتمالیوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ معاشی طبقوں کو ختم کر کے ایک غیر طبقہ داری معاشرہ قائم کیا جائے جس میں وسائل پیدائش دولت، انفرادی قبضہ میں نہ ہوں اور اقتصادی مساوات قائم ہو۔ سرمایہ داری نظام میں صنعتی پیداوار کے ذرائع اور پیدائشِ دولت کے وسائل پر افراد کا قبضہ ہوتا ہے جو معاشی انصاف کے خلاف ہے اس لیے سرمایہ داری کو ختم کر دینا اور ان تمام وسائلِ دولت کو انفرادی قبضہ سے نکال کر قومی ملکیت قرار دینا چاہیئے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری

ہے کہ جو عناصر سرمایہ داری کے قیام و تقویت کا باعث ہوتے ہیں ان کو طاقت کے ذریعہ ختم کر دیا جائے۔

موجودہ رجحانات

معاشی انصاف کے ان مختلف نظریات کا مقصد معاشی استحصال کو ختم کر کے اقتصادی آزادی اور حقوق کا تحفظ حاصل کرنا تھا۔ معاشرہ کی سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے ساتھ زندگی کے ان اہم شعبوں میں جمہوری حقوق کا تصور بھی ترقی کرتا گیا۔ اور نہ صرف سیاسی اور معاشرتی مساوات بلکہ معاشی مساوات کو بھی معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لیے لازمی قرار دیا جانے لگا۔ معاشی انصاف اور عوام کے معاشی حقوق و مفاد کی حفاظت کے رجحان نے بتدریج معاشی جمہوریت کی شکل اختیار کر لی اور اس کو روز افزوں اہمیت حاصل ہونے لگی۔ موجودہ دور میں جمہوری افکار کا رجحان معاشی جمہوریت کی طرف ہے۔ جنگِ عالمگیر کے پیدا کردہ حالات کے تحت سیاسی مساوات سے زیادہ معاشی مواقع کی مساوات پر زور دیا جانے لگا۔ اور یہ خیال ترقی کر گیا کہ سیاست کی طرح معیشت میں بھی جمہوریت کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ مختلف طبقوں کے درمیان معاشی امتیاز معاشرہ کی فلاح و ترقی کے لیے نقصان رساں ہوتا ہے۔ کسی معاشرہ کی ترقی کے لیے محض سیاسی مساوات کافی نہیں۔ بلکہ معاشی مواقع کی مساوات بھی ضروری ہے اور معاشی انصاف جمہوریت کی اساس ہے۔ لہٰذا حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ معاشرہ کے تمام طبقوں کے معاشی حقوق و مفاد کا تحفظ کرے۔ معاشی مواقع میں عدل و مساوات کو ملحوظ رکھے۔ ملک کے معاشی وسائل کو قومی مفاد کے مطابق استعمال کرے اور قومی ضروریات کی تکمیل کے لیے جن صنعتوں کی ضرورت ہو ان میں نفع اندوزی کو بالکل ختم کر دے۔ معاشی مراعات بھی ملک اور قوم کے مفاد اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اتنے ہی نقصان رساں ہیں جتنے کہ سیاسی مراعات اور جمہوری نظام کی ترقی و استحکام کے لیے یہ لازمی ہے کہ سیاسی و معاشی ہر قسم کی مراعات کو ختم کر دیا جائے اور کوئی طبقہ یا افراد عوام کا استحصال نہ کر سکیں۔

تاریخِ جمہوریت

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۰۶ ۔ قیمت آٹھ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور